Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)

Published:
June 30, 2024

Finding Humanity in Humans

Ms. Fatima Naz
M.Phil Scholar, Department of Islamic Study
GCU, Lahore
fatiman@gmail.com

Abstract

In an era marked by technological advancements and rapid globalization, the essence of humanity in humans is often overshadowed by materialism, individualism, and social divides. True humanity encompasses compassion, empathy, morality, and a sense of collective responsibility. However, societal pressures, conflicts, and self-interest often challenge these fundamental values. This study explores the factors that contribute to the erosion of humanity and the ways to revive it through education, ethical leadership, and interpersonal connections. By analyzing philosophical, psychological, and sociocultural perspectives, this research aims to highlight the importance of nurturing human values in a world that increasingly prioritizes efficiency over empathy.

Keywords: Humanity, Humans, Exploration, Finding

انسانوں میں انسانیت کی تلاش

قرآن کریم میں تصور تکریم انسانیت

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یٰۤ۔اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡن۔ٰکُمۡ مِّنۡ ذَکَرٍ وَّ اُنۡثٰی وَ جَعَلۡن۔ٰکُمۡ شُعُوۡبًا وَّ قَب۔آئِلَ لِتَعَارَفُوۡا اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ
اللّٰہِ اَتۡق۔ٰکُمۡ۔(1)

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 30, 2024

”اے لوگو! ہم نے تمہیں مرد اور عورت سے پیدا فرمایا اور ہم نے تمہیں (بڑی بڑی) قوموں اور قبیلوں میں (تقسیم) کیا تاکہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو۔ بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔“

اس کائنات کی جملہ مخلوقات میں سے سب سے زیادہ شرف و اکرام، عزت و احترام انسان کو حاصل ہے۔ قرآن نے انسان کی اس تکریم کی طرف یوں اشارہ کیا ہے:

وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ۔(2)

”اور بے شک ہم نے بنی آدم کو عزت بخشی۔“

اور فرمایا:

اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰىكُمْ۔(3)

”بے شک اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ باعزت وہ ہے جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہو۔“

انسانی احترام اور تکریم میں جو چیزیں آڑے آتی ہیں اسلام نے ان کا بھی انسداد کر دیا ہے یا یوں کہہ لیجئے انسانی اکرام کے لیے دنیا کے جو معیارات ہیں قرآن نے ان کو مسترد کر دیا ہے۔ انسانی تکریم اور احترام کو رنگ و نسل سے بالاتر رکھا ہے علاقہ و زبان کو اس میں معیار نہیں بنایا ہے۔ ان کے علاوہ معاشرتی و سماجی عزت و احترام کے جتنے بھی پیمانے ہو سکتے تھے سب کو نظر انداز کیا ہے۔ عزت و احترام انسانی کے لیے ایک آفاقی اور دائمی اور عالمگیر پیمانہ دیا ہے جو کہ شخصی کردار کی عظمت اور رفعت ہے جس کا اعلان قرآن نے دوسرے مقام پر یوں کیا ہے:

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۚ وَلِيُوَفِّيَهُمْ اَعْمَالَهُمْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ۔(4)

”اور سب کے لیے ان (نیک و بد) اعمال کی وجہ سے جو انہوں نے کیے (جنت و دوزخ میں الگ الگ) درجات مقرر ہیں تاکہ (اللہ) ان کو ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے اور ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔“

معیارِ فضیلت

رسول اللہ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے احترام انسانیت اور اکرام آدمیت کا اعلان خود کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 30, 2024

الالافضل لعربی علی عجمی ولا لعجمی علی عربی ولالاحمر علی اسود ولا اسود علی احمر الا بالتقوی۔(5)

"بے شک کسی عربی کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عربی پر اور کسی سرخ کو سیاہ پر اور کسی سیاہ کو کسی سرخ پر کوئی فضیلت نہیں ہے۔ سوائے تقویٰ و کردار کے۔"

احترام انسانیت کے ان تصورات کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی سیرت اقدس کے ذریعے عملاً بپا کر کے دکھایا بھی ہے اور آپ نے ایک حبشی غلام حضرت بلالؓ کو اپنا موذن بنایا ہے۔ حضرت زید اپنے غلام اور خادم کی شادی اپنے اپنی پھوپھی زاد حضرت زینب بنت جحشؓ سے کی اور حضرت اسامہ کو روم کے خلاف جنگ کے دوران اکابر صحابہؓ کی موجودگی میں امیر الحرب اور امیر العساکر بنایا ہے۔ اسلام نے ہر انسانی طبقے کو عزت و احترام کی نظر سے دیکھا ہے کسی کو بھی اللہ کی مخلوق میں سے حقیر نہیں جانا ہے۔

وحدانیت

رسول اللہ ﷺ نے سب انسانوں کو انسانی برادری سے منسلک کرتے ہوئے اور ان کا باہمی انسانی تعلق اخوت قائم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

الناس کلھم بنو آدم و آدم خلق من تراب۔(6)

"تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں۔"

تمام انسانوں کو عقیدے کی وحدت کا تصور اسلام نے دیا ہے اور یہی وحدت عقیدہ کا تصور ان کو انسانی وحدت کی لڑی میں پروتا ہے۔ اس لیے وحدت عقیدہ میں تصور توحید کی تعلیم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَاعۡبُدُوا اللّٰہَ وَلَا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡـًٔا۔(7)

"اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔"

احترام و اکرام انسانیت کا تقاضا یہ ہے کہ ہر انسان کو عدل و انصاف فراہم کیا جائے۔ ہر انسان کو بحیثیت انسان عدل و انصاف کی سہولت دی جائے۔ اس لیے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَاۡمُرُ بِالۡعَدۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ۔(8)

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 30, 2024

"بے شک اللہ (ہر ایک کے ساتھ) عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے۔"

حقوق نسواں

عورتوں کے لیے انسانی احترام سکھاتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَلَهُنَّ مِثْلُ الَّذِي عَلَيْهِنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔(9)

"اور دستور کے مطابق عورتوں کے مردوں پر اسی طرح حقوق ہیں جیسے مردوں کے عورتوں پر۔"

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَعَاشِرُوهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ۔(10)

"عورتوں کے ساتھ معاشرت میں نیکی اور انصاف ملحوظ رکھو۔"

انسانی احترام کا تقاضا

انسانی احترام اور اکرام کا تقاضا یہ ہے کہ

الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ وَالْكَاظِمِينَ الْغَيْظَ وَالْعَافِينَ عَنِ النَّاسِ وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِينَ۔(11)

"یہ وہ لوگ ہیں جو فراخی اور تنگی (دونوں حالتوں) میں خرچ کرتے ہیں اور غصہ ضبط کرنے والے ہیں اور لوگوں سے (ان کی غلطیوں پر) درگزر کرنے والے ہیں اور اللہ احسان کرنے والوں سے محبت فرماتا ہے۔"

لوگوں پر خرچ کیا جائے۔ ان پر غیض وغضب کا مظاہرہ نہ کیا جائے اور لوگوں کو معاف کیا جائے۔ انسانوں کو ہر طرح آزادی دی جائے۔ کسی قسم کی ان پر پابندی اور قدغن نہ لگائی جائے۔ حتیٰ ان کو مذہبی آزادی بھی دی جائے۔ یہی ان کا حق احترام انسانیت ہے اس لیے ارشاد فرمایا:

لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ۔(12)

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2024

”دین میں کوئی جبر نہیں ہے۔“

سائل کا احترام

کوئی انسان اگر ضرورت مند ہو تو اس کی حاجت پوری کرنا احترام انسانیت ہے اور اس کو کسی بھی حال میں جھڑکا نہ جایا جائے:

وَاَمَّا السَّآئِلَ فَـلَا تَنْهَرْ۔(13)

”اور (اپنے در کے) کسی منگتے کو نہ جھڑکیں۔“

اپنی ذات کو پس پشت رکھنا

اپنی ذات پر دوسرے انسانوں کو ترجیح دینا احترام و تکریم انسانیت ہے۔

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ۔(14)

”اور اپنی جانوں پر انہیں ترجیح دیتے ہیں اگرچہ خود اِنہیں شدید حاجت ہی ہو۔“

عداوت اور اللہ کی حدود

کسی بھی انسان کو ہزار ہا مخالفتوں اور عداوتوں کے باوجود زندہ رہنے کا حق دینا احترام انسانیت ہے اور کسی کو محض مخالفت اور عداوت کی بنا پر قتل کر دینا اور اس سے زندہ رہنے کا حق چھین لینا تذلیل انسانیت ہے۔

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِىْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ۔(15)

”اور تم کسی جان کو قتل مت کرنا جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے سوائے جائز (قانونی) طریقے کے۔“

فساد فی الارض

مرد کا عورت کو نکاح کے ذریعے اپنی زندگی میں دائمی طور پر داخل کرنا احترام حقوق نسواں ہے اور کسی عورت کو زنا کی صورت میں اپنی زندگی میں عارضی طور پر داخل کرنا تذلیل نسوانیت ہے۔

OPEN ACCESS
CC BY

وَلَا تَقۡرَبُوا الزِّنٰٓی اِنَّہٗ کَانَ فَاحِشَۃً ؕ وَ سَآءَ سَبِیۡلًا۔(16)

"اور تم زنا (بدکاری) کے قریب بھی مت جانا بے شک یہ بے حیائی کا کام ہے، اور بہت ہی بری راہ ہے۔"

زمین میں ڈاکہ زنی اور چوری اور دشمنی فساد فی الارض ہے اور یہ عمل انسان کے بنیادی حقوق کے خلاف ہے۔

وَیَسۡعَوۡنَ فِی الۡاَرۡضِ فَسَادًا۔(17)

"اور زمین میں فساد انگیزی کرتے پھرتے ہیں (یعنی مسلمانوں میں خوں ریزی، رہزنی، ڈاکہ زنی، دہشت گردی اور قتلِ عام کے مرتکب ہوتے ہیں)۔"

اسلام نے انسانی احترام کے خلاف کرنے والوں کے لیے سزا کا تعین کیا ہے کہ

ذٰلِکَ لَہُمۡ خِزۡیٌ فِی الدُّنۡیَا وَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ۔(18)

"یہ (تو) ان کے لیے دنیا میں رسوائی ہے اور ان کے لیے آخرت میں (بھی) بڑا عذاب ہے۔"

رسول اللہ ﷺ نے محسن انسانیت کی حیثیت سے تمام انسانوں سے ناروا بوجھ دور کیے اور انسانیت کو غلامی سے آزاد کیا۔

وَیَضَعُ عَنۡہُمۡ اِصۡرَہُمۡ وَ الۡاَغۡلٰلَ الَّتِیۡ کَانَتۡ عَلَیۡہِمۡ۔(19)

"اور اُن سے اُن کے بارِ گراں اور طوقِ (قیود)- جو اُن پر (نافرمانیوں کے باعث مسلّط) تھے- ساقط فرماتے (اور انہیں نعمتِ آزادی سے بہرہ یاب کرتے) ہیں۔"

انسانی جان کا احترام

اسلام نے احترام انسانیت اور تکریم انسانیت کا سبق دیتے ہوئے انسانی جان کے احترام کا سبق دیا ہے ایک انسان کے قتل کو ساری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔ ایک جان کے بچانے کو سارے انسانوں کی جان محفوظ کرنے کی حیثیت دی ہے۔

مَنۡ قَتَلَ نَفۡسًۢا بِغَیۡرِ نَفۡسٍ اَوۡ فَسَادٍ فِی الۡاَرۡضِ فَکَاَنَّمَا قَتَلَ النَّاسَ جَمِیۡعًا۔(20)

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 30, 2024

”جس نے کسی شخص کو بغیر قصاص کے یا زمین میں فساد انگیزی (کی سزا) کے بغیر (ناحق) قتل کر دیا تو گویا اس نے (معاشرے کے) تمام لوگوں کو قتل کر ڈالا۔“

کرپشن اور بد عنوانی سے دوسروں کے مال کو ہڑپ کرنا انسانیت کی رسوائی اور تذلیل ہے اور دوسروں کے مال کو ناجائز طریقے سے کھا جانا آدمیت کی بنیادی صفت کے منافی ہے۔

یٰاَیُّھَاالَّذِینَ اٰمَنُوْالَاتَاْکُلُوْٓااَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ۔(21)

”اے ایمان والو! تم ایک دوسرے کا مال آپس میں ناحق طریقے سے نہ کھاؤ۔“

افلاس کی بنا پر قتل

غربت و افلاس کی بنا پر انسانی جان کو قتل کرنا حتی کہ خود کو ختم کرنا اور اپنی ذریت کو ہلاک کرنا انسانی اقدار کا جنازہ نکالنا ہے۔

وَلَاتَقْتُلُوْٓااَوْلَادَکُمْ خَشْیَۃَاِمْلَاقٍ۔(22)

”اور تم اپنی اولاد کو مفلسی کے خوف سے قتل مت کرو۔“

وَلَاتَقْتُلُوْٓااَنْفُسَکُمْ۔(23)

”اور اپنی جانوں کو مت ہلاک کرو۔“

امانت داری

انسانی زندگی کے ہر شعبے میں اہل حق کا انتخاب بھی انسانیت کی فلاح اور بقاء کے لیے ضروری ہے اور یہی عمل ہی انسانیت کا حقیقی احترام ہے۔

اِنَّ اللہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا۔(24)

”بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اُنہی لوگوں کے سپرد کرو۔“

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2024

جدال احسن

کسی انسان کو اور اس کے خدا و معبود کو گالی نہ دینا بھی انسانیت کا احترام ہے۔ گالی کا عمل بذات خود ذلت ہے اس لیے اس سے ہر حال میں اجتناب کرنا چاہیے۔

وَلَاتَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ۔(25)

"اور (اے مسلمانو!) تم ان (جھوٹے معبودوں) کو گالی مت دو جنہیں یہ (مشرک لوگ) اللہ کے سوا پوجتے ہیں پھر وہ لوگ (بھی جواباً) جہالت کے باعث ظلم کرتے ہوئے اللہ کی شان میں دشنام طرازی کرنے لگیں گے۔"

ہر انسان سے حکمت و دانائی کے ساتھ بات کرنا اور ہر انسان کو اپنی بات میں عزت دینا انسانیت ہے۔

اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ۔(26)

"(اے رسولِ معظّم!) آپ اپنے رب کی راہ کی طرف حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ بلائیے۔"

دوسرے انسانوں سے اگر کوئی اختلاف رائے ہو جائے تو تمام انسانی آداب کو بجالاتے ہوئے جدال احسن کو اپنایا جائے۔ مخالفت میں عداوت کو نہ آنے دیا جائے۔ مخالفت کو مخاصمت میں نہ بدلنے دیا جائے، اختلاف رائے کا عمل ہمیشہ بہتر سوچ کی تلاش میں ضرور ہونا چاہیے۔ اس لیے فرمایا:

وَلَا تُجَادِلُوْٓا اَهْلَ الْكِتٰبِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ۔(27)

"اور (اے مومنو!) اہلِ کتاب سے نہ جھگڑا کرو مگر ایسے طریقہ سے جو بہتر ہو۔"

انسانیت کا احترام لازم وملزوم

ہر انسان کو دوسرے انسان کا احترام کرنا چاہیے اس کا مذہب اور دین کچھ بھی ہو، اس کا علاقہ و رنگ اور نسل اور زبان کچھ بھی ہو۔ کسی کا دین اور کسی کا مذہب باعث نفرت اور سبب حقارت نہیں ہے۔ انسانیت کا رشتہ ہی ہر انسان میں باعث احترام ہے اور سبب تکریم ہے۔ اس لیے قرآن نے ہر ایک کو اپنے دین و مذہب پر رہنے اور اس پر آزادانہ عمل کرنے کا حق دیا ہے۔

CC BY

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2024

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۔(28)

"(سو) تمہارا دین تمہارے لیے اور میرا دین میرے لیے ہے۔"

انسان کے اندر اصل چیز انسانیت ہے مولائے روم اپنی مثنوی روم میں لکھتے ہیں کہ رات کے وقت ایک ضعیف العمر شخص چراغ لیے۔ شہر کے گرد گھوم رہا تھا اور اندھیری رات میں کچھ تلاش کر رہا تھا۔ میں نے کہا کہ حضرت آپ اس وقت کیا تلاش کر رہے ہیں فرمانے لگے کہ مجھے انسان کی تلاش ہے میں چوپایوں اور درندوں کے ساتھ رہتے رہتے عاجز آ گیا ہوں۔ میرا پیمانہ صبر سے لبریز ہو گیا ہے مجھے ایک ایسے انسان کی تلاش ہے جو خدا کا بندہ کامل ہو۔ میں نے کہا بزرگوار ات آپ کا آخری وقت ہے۔ اس انسان کو آپ کیوں اور کہاں ڈھونڈیں گے۔ اس انسان کا ملنا آسان کام نہیں ہے۔ میں نے آپ سے پہلے اس انسان کو بہت ڈھونڈا ہے مگر میں نے اس کو نہیں پایا ہے۔ اس بزرگ نے یہ بات سن کر کہا میری ساری زندگی کی عادت یہ ہے کہ جب میں کسی چیز کے بارے میں سنتا ہوں کہ وہ مجھے نہیں مل سکتی ہے تو میں ایسی چیز کو پہلے سے بھی زیادہ تلاش کرنا شروع کر دیتا ہوں۔ اس لیے میں اس انسان کی تلاش سے ہرگز باز نہیں آؤں گا۔

مولائے روم کی اس حکایت نے ہمارے ذہن میں یہ سوال پیدا کیا ہے کہ ہر انسان انسان نہیں ہے حتی کہ انسانوں کی بڑی بڑی آبادیوں میں بھی حقیقی انسان نایاب جنس ہے۔ عام طور پر تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ انسانوں کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جو دیکھنے میں انسان ہیں مگر حقیقت میں انسان نہیں ہیں اور یہ دنیا ہمیشہ ایسے ہی انسانوں سے بھری ہوئی ہے اور دوسرے وہ انسان ہیں جو حقیقت میں انسان ہیں مگر وہ کبھی ایسے گم ہو جاتے ہیں کہ ان کو چراغ لے کر تلاش کرنا پڑتا ہے۔(29)

آج ساری دنیا میں ہر طرف انسان ہی انسان ہیں۔ آج انسانی آبادی بہت زیادہ ہے آج کے انسان نے ہر چیز کو مسخر کر لیا ہے۔ ہوا، پانی اور بجلی کو اپنے تصرف میں کر لیا ہے۔ زمین کی بالائی فضا کو بھی ہوائی جہازوں اور جنگی طیاروں اور میزائلوں کے ذریعے مسخر کر لیا ہے۔ آج انسانوں کی ترقی کا اندازہ مردم شماری، اس کی متمدن اور ترقی یافتہ آبادی کے ذریعے ہرگز نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی انسانی ترقی کا انحصار اس کی مادی ترقی سے کیا جا سکتا ہے بلکہ انسانی ترقی کا پیمانہ انسان کی اخلاقی اور روحانی ترقی کے ذریعے ہی ممکن ہے۔ انسانوں میں وصف انسانیت کو پیدا کرنے کے لیے ان کو مذاہب عالم اور اسلام کی اخلاقی اور روحانی تعلیمات سے آراستہ کرنا ہو گا۔(30)

در حقیقت انسان کے اندر انسانیت ایک بہت بڑا مقام اور مرتبہ ہے مگر اس عظیم انسانی قدر کے خلاف ہمیشہ خود انسان ہی برسرپیکار رہا ہے۔ انسان کو ہر دور میں ہمیشہ انسانیت کی سطح پر قائم رہنے کے لیے بڑی تکلیف اور مشکل سے گزرنا پڑا ہے۔ اس انسان نے اپنی اصل کو چھوڑ کر وصف انسانیت کو افراط و تفریط کا شکار کیا ہے۔ کبھی تاریخ انسانی میں یہ انسان خود دیوتا بنا ہے یا دوسرے انسانوں نے اس کو دیوتا بنایا ہے۔ اس کو دیوتا

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2024

وخدا بنانے کی کوششیں زیادہ تر دوسرے انسانوں نے ہی کی ہیں دوسری طرف اس انسان کو انسانیت کے اصل مقام سے بھی گرایا گیا ہے۔اس کو حیوانی زندگی کا عادی بنایا گیا ہے اور اپنی زندگی کو من مانی اور من موجی خواہشات کی نذر کیا گیا ہے۔

نظام دنیا میں اسباب مسائل

غرضیکہ انسانوں کی حد افراط ہو یا حد تفریط ہو ان دونوں کوششوں کے نتائج میں ہمیشہ خراب اور برے ہی بر آمد ہوئے ہیں۔جب انسان کی انسانیت کو حد افراط میں لایا گیا اور اس کو دیوتا اور خدا بنایا گیا تو اس کی وجہ سے دنیا میں ہر طرف بد نظمی پھیل گئی اور ہر طرف فتنہ وفساد برپا ہو گیا اور ہر جہت اور ہر طرف بگاڑ ہی بگاڑ کے آثار نظر آنے لگے۔انسان کی حالت تو یہ ہے کہ یہ اپنے مصنوعی نظام کو بہتر طور پر نہیں چلا سکتا۔یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ وہ اس کائنات کے فطرتی اور خدائی نظام کو خود خدا بن کر بہتر سے بہتر طور پر چلا سکے۔(31)

اس لیے اس نظام دنیا میں اتنی پیچیدگیاں اور اتنے مسائل اور اتنے مراحل ہیں کہ انسان کے بس میں نہیں ہے۔اس انسان نے تو انسانیت کے دائرے میں اتنی ترقی نہیں کی جو کہ اس کے منصب نیابت الٰہیہ کو کما حقہ ادا کر سکتی چاجائیکہ یہ خود خدائی کا دعویٰ کر بیٹھے اور خدائی کی ہوس میں مبتلا ہو کر خدا ہونے کا دعویٰ کرنے لگے۔تاریخ انسانی یہی بتاتی ہے کہ انسان نے جب بھی ایسی کوئی کوشش کی ہے تو اس سے ایسی مزید پیچیدگیاں پیدا ہوئی ہیں جن کا کوئی علاج اس انسان کے پاس نہ تھا دنیا کے گوشے گوشے سے انسان نے خدائی کا دعویٰ وقتاً فوقتاً کیا ہے مگر اس انسان نے جب بھی فطرت سے ٹکر لی ہے اس نے ہمیشہ ناکامی کا منہ دیکھا ہے اور ہمیشہ شکست کھائی ہے۔(32)

دوسری طرف ایسے انسان بھی گزرے ہیں جنھوں نے اپنے آپ کو چوپایوں کی طرح جانا ہے اور جن کو اپنی ترقی کا قطعاً احساس تک نہ تھا جن کے اندر اپنی انسانیت اور خداشاسی کو ترقی دینے کا کبھی خیال تک نہ آیا۔دنیا میں زیادہ تر اسی طرح کے انسان بستے ہیں۔عصر حاضر نے ان دونوں قسم کے انسانوں کو اپنے اندر سمو رکھا ہے۔آج کے زمانے کی انسانوں سے توقع یہ ہے کہ یہ اپنے اندر انسانیت کی اعلیٰ قدر کو فروغ دیں۔ہر کوئی خود کو اعلیٰ انسانی افکار اور ارفع انسانی اقدار سے مزین کرے۔آج کے انسان کا سب سے بڑا مسئلہ اس کا معدہ اور اس کا پیٹ بن کر رہ گیا ہے۔

عطیات الٰہی کی نظر اندازی

یہ انسان نہیں سوچتا کہ اللہ نے اس کے وجود میں ایک روح بھی رکھی ہے جس پر اس کی زندگی کا قیام ودوام ہے اس انسان کو باری تعالیٰ نے ایک دل بھی عطا کیا ہے اور ایک دماغ بھی عنایت کیا ہے۔ان عطیات الٰہیہ کو یہ انسان ہمیشہ نظر انداز کرتا چلا آیا ہے اور ان کے صحیح استعمال سے یہ دانستہ اور نادانستہ دور رہا ہے۔اس انسان کی اکثر جنس نے خود کو جنسی خواہشات اور مادی ضروریات کا عادی بنایا ہے اور اپنے بطن سے وجود میں آنے

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 30, 2024

والے اس مادی اور جنسی تمناؤں کے سیلاب کی طرف اپنی رغبات کو پھیرا ہے اور ہمیشہ یہ انسان ان ہی کا اسیر اور ان ہی کا دلدادہ رہا ہے اور ان کے حصول کے لیے تڑپتا و دھڑکتا اور دوڑتا رہا ہے۔(33)

انسانوں کا میلان ان مادی مفادات اور جنسی خواہشات کی طرف راستے کی مثل ڈھلوان کے رہا ہے۔ انسان اپنے نفس امارہ کی وجہ سے ان کی طرف مسلسل حرکت پذیر رہا ہے۔ آج سائنس دان ہمیں اس ارضی سیارہ کے لیے یہ تصور دیتے ہیں کہ ہماری زمین مسلسل سورج کے گرد گھوم رہی ہے مگر انسان اس زمین پر بستے ہوئے مسلسل مادیت اور معدے و پیٹ کی طرف گردش کر رہا ہے اور اپنی شب و روز کی حیات میں اس کی طرف چکر لگا رہا ہے۔ زمین کی سورج کی طرف گردش سے اور زمین کے اس عمل سے انسانوں کے اخلاق و کردار پر کوئی اثر نہیں پڑتا ہے جبکہ انسانوں کی صرف مادی خواہشات اور جنسی نفسیات کی طرف مسلسل چکر لگانے سے اس کے دنیا کے انسانوں کے خلاف اور اعمال پر بڑا اثر پڑتا ہے۔(34)

انسانی خندق

ہماری زمین کا حقیقی مرکز آفتاب ہے جبکہ ہماری عملی زندگی میں ہمارا عملی مرکز صرف اور صرف معدہ اور پیٹ بن کر رہ گئے ہیں اور آج انسانوں کی ساری انسانیت الا ماشاء اللہ اس کے گرد چکر لگا رہی ہے آج دنیا کا سب سے وسیع رقبہ انسان کے معدے اور پیٹ نے سنبھال رکھا ہے دیکھنے میں انسان کا پیٹ اور معدہ بہت تھوڑا ہے مگر حقیقت میں اس کا طول و عرض اتنا بڑھ گیا ہے کہ ساری دنیا اس میں سما رہی ہے اور یہ معدہ اور پیٹ اتنی بڑی انسانی خندق ہے کہ یہ مال اور خواہشات کے پہاڑوں سے بھی نہیں بھر رہا ہے۔

آج انسانوں کا سب سے بڑا مذہب اور ان کا سب سے بڑا فلسفہ معدے اور پیٹ کی عبادت ہے۔ آج ہر جگہ انسان عملاً یہی سیکھ رہا ہے اور یہی پڑھ رہا ہے دولت مند کیسے بنتا ہے دولت کو کیسے سمیٹنا ہے۔ دولت کی حرص نے انسان کو انسانیت سے عاری کر دیا ہے۔ حتی کہ انسان کو اپنے تن من کا ہوش نہیں رہا ہے۔ اسی دولت طلبی کی حرص نے کوئی شعبہ نہیں چھوڑا جہاں اس نے اپنے ناپاک سائے دراز نہ کیے ہوں۔ آج تعلم و تعلیم اور فنون لطیفہ اور مطالعہ و تحقیق کا مقصد بھی الا ماشاء اللہ یہی بن گیا ہے۔ آج دو طرح کے انسان نظر آتے ہیں ایک فوری دولت مند بننا چاہتے ہیں اور دوسرے دولت مندی کی شدید ہوس اپنے اندر رکھتے ہیں۔

یہی ان کے نظریات ان کو رشوت خور اور بدعنوان بنا رہے ہیں۔ ان کو خیانت پر مجبور کر رہے ہیں۔ غبن اور چور بازاری کی طرف راغب کر رہے ہیں۔ ذخیرہ اندوزی کا حوصلہ دے رہے ہیں اور حصول دولت کے ہر طرح کے مجرمانہ ذرائع اختیار کرنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔ اس لیے جلد دولت مندی کی منزل اور دولت کی بے پناہ ہوس کی منزل کا حصول مجرمانہ ذرائع دولت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ انسانوں کی اس ذہنیت نے ساری دنیا کو خطرات، خدشات، فسادات اور عالمی حربات میں جکڑ رکھا ہے ہر طرف ایک مصیبت اور آفت کو کھڑا کر دیا ہے۔ دفتروں میں طوفان

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published: June 30, 2024

ہے،منڈیوں میں قیامت کا منظر ہے۔آج ایک انسان دوسرے انسان کے لیے تباہی وبربادی کی علامت بنا ہوا ہے۔ بعضکم لبعض عدو کا منظر آ رہا ہے۔ طاقتور انسان کمزور کو کھا رہا ہے اور مار رہا ہے۔اسلحہ اور ہتھیار والا نہتے انسان پر ظلم کر رہا ہے۔ایک انسان دوسرے انسان کے لیے جونک بن گیا ہے۔ ہر کوئی دوسرے کا خون چوسنا چاہتا ہے۔

الاماشاءاللہ آج انسانیت کو خود غرضی کی آہنی زنجیروں نے جکڑ کر رکھا ہوا ہے۔اپنی ذات ہر چیز پر مقدم ہے دوسرے بعد میں ہیں۔ آج دولت کمانا ہی کل مقصد زیست ہو گیا ہے۔حالانکہ اس انسان کی زندگی کا مقصد اللہ کی معرفت اور اس کی قربت اور اس کی محبت کو پانا ہے۔اپنا ویراں دل اس کی چاہت سے آباد کرنا ہے۔اپنے ظلمت بھرے ذہن دماغ کو اس کی سوچ سے روشناس کرنا ہے۔(35)

نفس کی حکومت

اپنی بے کیف اور بے مقصد زندگی کو اس کی بندگی سے آشنا کرنا ہے۔اپنے دل اور اپنے دماغ پر اس کی محبت کی حکمرانی کو قائم کرنا ہے۔ اس کی رضا کی خاطر اپنی ہر خواہش کو مٹانا ہے۔اس رب کو پانا ہی اصل زیست اور حاصل حیات ہے۔اس کی معرفت اور قربت ہی ہماری انسانیت کی اساس ہے۔انسان کے ظاہر کے باہر دوسرے لوگوں کی حکومت ہے جبکہ انسان اپنے اندر میں خواہشات کی حکومت ہے۔انسان اپنے باطن کی خواہشات کی حکومت کا حکمران اور حاکم ہے۔انسان کے باہر کی حکومت پر کوئی بھی حکمران ہو انسان کو اتنا فرق نہیں پڑتا۔جتنا خود اس کے فیصلوں کا اس کے اپنے نفس کی حکومت میں پڑتا ہے۔(36)

انسانی جان پر اس کا نفس حکمران اور اس کی خواہشات حاکم ہیں اور ان ہی عوامل کی بنا پر وہ اپنی اندر کی دنیا کا حاکم ہے۔انسان کی اندر کی سلطنت بڑی وسیع اور لا محدود ہے۔کبھی کہا جاتا تھا حکومت برطانیہ کی سلطنت کا آفتاب کبھی غروب نہیں ہوتا ہے لیکن آج کی مادی دنیا میں جس حکومت اور سلطنت کا آفتاب غروب نہیں ہوتا ہے وہ ہمارے نفس کی حکومت ہے اور ہمارے نفس کی سلطنت ہے جس میں خواہشات کا سورج ہر وقت نصف النہار پر رہتا ہے۔یہی وجہ ہے انسان اس سورج کی تمازت اور حرارت سے متاثر ہو کر اپنے مفادات کے لیے سب ناجائز کو جائز کرنے لگا ہوا ہے اور سب حرام کو اپنے لیے حلال کرنے لگتا ہے۔

سب ممنوعات کو مشروعات میں بدلنے لگتا ہے اور اپنی جان کو فائدہ دینے کے لیے دوسروں کا خون بہانے سے باز نہیں آتا ہے اور خود کو مضبوط کرنے کے لیے دوسروں کے وجودوں کو لاشوں میں بدل دیتا ہے۔اپنی طاقت کے نشے میں دوسروں کو روندڈالتا ہے۔وہ اپنی نیک نامی کے لیے دوسروں کی بدنامی کرتا ہے،وہ اپنے ذاتی مفادات کے لیے قومی مفادات کو پامال کرتا ہے۔وہ اپنی ذاتی ترقی کے لیے قوم کی تباہی گوارا کرلیتا ہے۔وہ

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2024

اپنی آبادی کے لیے قوم کی بربادی اور ویرانی قبول کرلیتا ہے۔ ہماری تعلیمی رسمیات بھی ان کو سنوار نہیں رہی ہیں۔ ہماری خاندانی روایات بھی ان کی محافظ نہیں بن رہی ہیں۔ ہماری اسلامی تعلیمات بھی ان کی کردار سازی نہیں کررہی ہیں۔

تمام اعلیٰ انسانی اقدار اور اسلامی افکار اور معاشرتی اطوار اور سماجی انداز کے سامنے ہمارے نفس کی حکومت اور ہمارے باطن کی سلطنت اور ہمارے اندر کے حاکم یہی نعرہ ہے۔

تم اپنے من کے راجہ ہو

اور اپنے نفس کے رانجھا ہو(37)

خلاصہ کلام

آج کے انسان چھوٹے چھوٹے اور بڑے بڑے مسئلوں پر احتجاج کرنے والے بہت ہیں مگر اپنے نفس کے خلاف بغاوت کرنے والا کوئی نہیں۔ آج انسانی اقدار کی بازیابی اور بحالی کے لیے جان کی بازی لگانے والا کوئی نہیں۔ آج حقیقی انسانیت کو زندہ کرنے والا کوئی دکھائی نہیں دیتا ہے۔ بلاشبہ اس جہاں میں سب سے زیادہ انسانیت کو فروغ انبیاء ورسل نے دیا ہے۔ وہی انسانی اقدار کے حقیقی محافظ تھے اور ان کی تعلیمات میں ہی انسانیت کی بقااور دوام ہے۔ انہوں نے ہی انسان کو انسان کے قریب اور خدا سے واصل کیا ہے۔(38)

انسانیت جب بھی اور جس وقت بھی اپنی تباہی اور ہلاکت کی آخری حدوں کی طرف بڑھی انبیاء ورسل اور ان کی تعلیمات نے ہی انسانوں کو اس تباہی وہلاکت سے نجات دی ہے۔ اس میں ہر نبی ورسول کا کردار عظیم ہے مگر اس افضل طبقہ انس میں انسانیت کی بقاودوام اور حفاظت کے لیے سب سے بڑا کردار اور سب سے عظیم عمل رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ جن کی ذات اقدس کی انسانیت کے لیے لازوال قربانیاں ہیں اور آپ کی ذات کریمانہ کو بے پناہ خدمات کی بناپر ہر دور کے انسان نے آپ کو محسن انسانیت کے لقب سے پکارا ہے۔

آپ ہی نے انسانیت اور انسانی اقدار کے خلاف بغاوت کو ختم کیا ہے۔ آپ نے ہی انسانیت کے لیے دنیا کی لذتوں اور مادی دولت کو چھوڑا ہے اور ہر طرح کی دنیوی پیشکشوں کو ٹھکرایا ہے اور انسانیت کی خاطر اپنی جان کو خطرے میں ڈالا ہے۔ آپ نے دنیا سے اور انسانوں سے کچھ لیا نہیں ہے۔ اس کے برعکس اس دنیا اور انسانوں کو بہت کچھ بہت زیادہ اور بے حساب دیا ہے۔(39)

آپ نے اپنی ذاتی غرض پر دوسروں کی اغراض کو ترجیح دی ہے۔ آپ نے دوسروں کے پنپنے کی خاطر اپنے آپ کو مٹایا ہے۔ آپ نے دوسروں کی آبادی کے لیے اپنی خواہشات کی قربانی دی ہے۔ دوسروں کو خوشحالی دینے کے لیے اپنی فاقہ کشی کو گوارا کیا ہے۔ غیروں کو نفع پہنچایا ہے

OPEN ACCESS
CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2024

اپنوں کے نفع کو موخر کیا ہے۔ آپ نے غافل انسانوں کو جھنجھوڑا ہے۔ بے خوف لوگوں کو رب کا خوف یاد دلایا ہے۔ محروموں کو آسانیاں دی ہیں۔ بھولنے والوں کو رب کی یاد دلائی ہے، نافرمانوں کو رب کا فرمانبردار بنایا ہے۔ سرکشوں کو رب کا اطاعت گزار بنایا ہے۔ نہ جھکنے والوں کو رب کے حضور جھکا دیا ہے۔ تکبر کرنے والوں کو عاجزی سکھائی ہے۔ بدکرداروں کو صاحب کردار بنایا ہے۔ بے سیرتوں کو صاحب سیرت بنایا ہے۔ بداخلاقوں کو صاحب خلق بنایا ہے۔ بدعادتوں کو نیک خصلت بنایا ہے۔ گمراہوں کو صاحب ہدایت بنایا ہے، بے ایمانوں کو صاحب ایمانا بنایا ہے۔ رہزنوں کو رہبر بنایا ہے، جاہلوں کو تعلیم یافتہ بنایا ہے۔ تہذیب سے عاری لوگوں کو مہذب بنایا ہے۔ گمراہوں کو راہنما بنایا ہے۔ بھٹکے ہوؤں کو دنیا کا قائد اور امام بنایا ہے۔

مگر مسلمان یہ بات یاد رکھیں کہ آپ ﷺ نے جو کچھ ساری انسانیت اور سارے انسانوں کو دیا ہے اس پر صرف کسی مسلم کا اجارہ نہیں ہے۔ آپ کی تعلیمات ساری انسانیت کا مشترکہ سرمایہ ہیں۔ کوئی فرد مسلم اور کوئی گروہ مسلم محمدی تعلیمات اور محمدی سیرت پر کسی قسم کی اجارہ داری کا دعویٰ نہیں کر سکتا ہے۔ اس لیے کسی نے کیا خوب کہا ہے:

عشق ہو جائے کسی سے کوئی چارہ تو نہیں

صرف مسلم کا محمد پہ اجارہ تو نہیں

جیسے ہوا، پانی اور روشنی سب کے لے ہے کسی کی ان پر اجارہ داری نہیں ہے۔ اسی طرح آپ کی تعلیمات پر بھی کسی کی اجارہ داری نہیں ہے۔ آپ کی تعلیمات پر سب انسانوں کا حق ہے۔ ہر شخص کا اس میں حصہ ہے جو بھی اس سے فائدہ اٹھانا چاہے وہ مستفید ہو سکتا ہے۔ اس لیے کہ آپ کی ذات اقدس محسن انسانیت ہے اور ساری انسانیت قیامت تک آپ کی ممنون ہے۔ دنیا کے انسانیت میں آج جتنی بھی اعلیٰ انسانی اقدار ہیں اور ارفع انسانی افکار ہیں یہ سب کے سب آپ کے طفیل ہیں اور آپ کے دم قدم کی خیرات ہیں۔ دنیا کی ساری اعلیٰ انسانی اقدار کا اعتراف اور ان کا اظہار آپ کے ذات کے حوالے سے یہ شعر و کلام خوب کرتا ہے

بہار جو دنیا میں آئی ہوئی ہے

یہ سب پود انہیں کی لگائی ہوئی ہے

CC BY

Al-Asr International Research Journal of Islamic Studies
Vol 4 Issue 1 (Jan-June, 2024)
ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2024

حوالہ جات

1. الحجرات،13:49
2. بنی اسرائیل،70:17
3. الحجرات،13:49
4. الاحقاف،19:46
5. بیہقی،شعب الایمان،289:4،رقم الحدیث5137
6. احمد بن حنبل،المسند،411:5،رقم الحدیث23536
7. النساء،36:4
8. النحل،90:16
9. البقرہ،228:2
10. النساء،19:4
11. آل عمران،134:3
12. البقرہ،256:2
13. الضحیٰ،10:93
14. الحشر،9:59
15. بنی اسرائیل،33:17
16. بنی اسرائیل،32:17
17. المائدۃ،33:5
18. المائدۃ،33:5
19. الاعراف،157:7
20. المائدۃ،32:5
21. النساء،29:4
22. الاسراء،31:17
23. النساء،29:4

OPEN ACCESS

ISSN E: (2790-7694)
ISSN P: (2790-7686)
Published:
June 30, 2024

24. النساء،4:58
25. الانعام،6:108
26. النحل،16:125
27. العنکبوت،29:46
28. الکافرون،109:6
29. ڈاکٹر سید ابوالحسن ندوی، اصلاحیات، مجلس نشریات اسلام، کراچی، ص161
30. اصلاحیات،162
31. اصلاحیات،163
32. i۔ اصلاحیات، ص161

۔ سید ابوالحسن ندوی، اصلاحیات، مجلس نشریات اسلام کراچی، ص163ii

33. اصلاحیات، ص162
34. اصلاحیات، ص161
35. اصلاحیات، ص167
36. سید ابوالحسن ندوی، اصلاحیات، ص167
37. سید ابوالحسن ندوی، اصلاحیات، ص167
38. سید ابوالحسن ندوی، اصلاحیات، ص168
39. سید ابوالحسن ندوی، اصلاحیات، ص168

OPEN ACCESS
CC BY